کے الفاظ نہیں۔ البتہ حضرت انسؓ کی روایت میں یہ الفاظ ضرور ہیں (المحلی ص۳۱۱، ج ۳) مگر اس کی کوئی سند امام ابن حزمؒ نے ذکر نہیں کی (مسند زید کی یہ روایت بادی النظر میں صحیح ہے۔ مگر کیا کیا جائے اس پر حنفی مکتب فکر کے ایک فاضل بزرگ علامہ امیر ابن الحاجؒ یہ ریمارک دے چکے ہیں کہ:

"لم یعرف المخرجون فیہ لا مرفوعا ولا موقوفا لفظ تحت السرۃ"

(فوز الکرام قلمی)

اسی طرح اس میں حضرت علیؓ سے ایک روایت یوں مروی ہے:

"لما حضرت غزوۃ دعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ودعا زیدا وجعفرا فعرض علی جعفر ان یستخلفہ علی المدینۃ واھلہ" الخ

یہ روایت غزوہ تبوک سے متعلق ہے جیسا کہ حدیث کے آخری الفاظ "انما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الخ" سے مفہوم ہوتا ہے۔ شیخ عبدالواسع نے بھی حاشیہ میں اس خیال کا اظہار فرمایا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ حضرت زید بن حارثہ اور حضرت جعفر تو غزوۂ تبوک سے ایک سال قبل جنگِ موتہ میں ۸ھ کو شہید ہو گئے تھے۔ جبکہ غزوۂ تبوک ۹ھ میں ہوا تھا۔ لہٰذا تاریخی اعتبار سے یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ ورنہ ثابت کیا جائے کہ یہ "زید" اور "جعفر" کون تھے؟ اور ان کا خاندانِ نبوت سے کیا تعلق تھا کہ گھر میں انہیں نائب مقرر کیا جا رہا تھا؟

ہماری ان مختصر گزارشات سے واضح ہو جاتا ہے کہ اس مسند کا انتساب حضرت زید کی طرف محلِ نظر ہے۔ اس کا جامع اور پہلا راوی دونوں شیعہ ہیں۔ محدثین نے انہیں متروک اور کذاب کہا ہے اور ان کی روایات کو قابلِ اعتبار نہیں سمجھا۔ اور بعض داخلی شہادتیں بھی اس کے ناقابلِ اعتبار ہونے کا ثبوت بہم پہنچاتی ہیں۔ بنا بریں اہل سنت کو اس کی احادیث سے استدلال روا نہیں اور نہ اس کا شمار اہل سنت کی کتبِ حدیث میں ہوتا ہے۔ البتہ زیدیہ اسے اپنی امہات الکتب میں شمار کرتے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب!

معذرت و درخواست دعائے صحت

مئی ۷۸ء کا شمارہ بینجر ترجمان کی علالت کے باعث شائع نہیں ہو سکا لہٰذا مئی، جون کا شمارہ اکٹھا شائع کیا جا رہا ہے۔ ادارہ اپنے قارئین سے جہاں معذرت خواہ ہے وہاں یہ درخواست بھی کرتا ہے کہ ان کی شفائے عاجلہ و کاملہ کیلئے رب العزت کی بارگاہ میں خلوصِ دل سے دعا فرمائیں، جزاکم اللہ!

(ادارہ)